© rasailojaraid.com

ادبیات

رکشا کا مزدور

از جناب احسان دانش صاحب

دہلی میں شبابوں پہ تھا سردی کا زمانہ / ہونٹوں پہ فضاؤں کے تھا یخ بستہ فسانہ
بیمار خرامی سے گذرتی تھیں ہوائیں / ٹھٹھرے ہوئے ہونٹوں میں الجھتی تھیں صدائیں
ہر شاخ گریبان میں منہ ڈھانپ رہی تھی / چلتی ہوئی رستوں میں ہوا کانپ رہی تھی
بے ربط ہی تھا بربطِ فطرت کا ترانا / محسوس یہ ہوتا تھا کہ گونگا ہے زمانہ
ویراں تھیں ابھی شہر کی سہمی ہوئی راہیں / پالے میں ٹھٹکتی ہوئی بڑھتی تھیں نگاہیں
پھولوں کی طرح پتے بھی مرجھائے ہوئے تھے / کلیوں کے چمن زار میں منہ آئے ہوئے تھے
سمٹے ہوئے ذرات تھے سردی کے اثر سے / آتی تھی خنک آنچ ہر اک راہ گذر سے
اس سرد جہنم کی غضبناک فضا میں / ہوتی تھی مجھے دھار سی محسوس ہوا میں

(۲)

بیگار کسی رکشے میں اک مردِ توانا / تشبیب پہ تھا جس کی امارت کا زمانہ
غالب یہ گماں ہے کہ رسالے کا جواں تھا / جمنا کی طرف شہر کی جانب سے رواں تھا
بے نور جبیں، قوم فروشانہ نگاہیں / تکفیر میں پہنچی ہوئی ایمان کی راہیں
بشرے سے شقاوت کے علامات نمایاں / برباد شدہ عمر کے حالات نمایاں
ہر سانس میں ناپاک تعیش کی نفیری / اعلان سا کرتی ہوئی آلودہ ضمیری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کھڑے ہیں صداقت کے شجر کھوئے ہوئے سے
محرابِ شرافت کے دیئے سوئے ہوئے سے

اس بارِ تمدن کو قلی کھینچ رہا تھا
یہ جبر یہ اندوہ غریبی کی سزا تھا

تقدیر کے بوتے پہ قدم بڑھتے تھے آگے
جیسے کوئی گھبرایا ہوا ریت میں بھاگے

پچکے ہوئے چہرے پہ دمکتی ہوئی آنکھیں
عقبیٰ کے حسیں خواب کو تکتی ہوئی آنکھیں

شدت سے مشقت کی بدن کانپ رہا تھا
سہمے ہوئے آہو کی طرح ہانپ رہا تھا

سوئی ہوئی تقدیر کے جاگے ہوئے ادبار
چڑھتی ہوئی سانسوں سے اترتے ہوئے رخسار

یہ تیز روی اور بھلا جسم پہ قابو؟
تھرائے ہوئے پانوں تھے لرزے ہوئے بازو

جاگا ہوا سردی کی ہواؤں سے رواں تھا
تیورائی نگاہوں میں کلیجے کا دھواں تھا

چپ چاپ تھا زندانِ عناصر کا یہ قیدی
ہونٹوں پہ سیاہی سی تھی باچھوں پہ سفیدی

اب تک ہے نگاہوں میں وہ تصویرِ جنوں خیز
کیوں خاک میں ملتا نہیں تاجِ سرِ پرویز

یہ صبحِ درخشاں پہ سیاہ رات کا پہرا
کاشانۂ تنویر پہ ظلمات کا پہرا

اک موجِ صبا اور بڑھے سیل اجل پر!
پتھر کا شرر ہنس کے جلے، برقِ عمل پر!

مٹی کا دیا انجم و مہتاب سے کھیلے!
مرقد کا سکوں شورشِ سیلاب سے کھیلے!

فولاد پہ شاخوں کی لچک رعب جمائے
کہسار کو اک کاہ اشاروں پہ چلائے!

فرعون بچے معبدِ انصاف کے اندر
اک جوئے تنک ظرف سے کترائے سمندر

ہو جب لبِ عالم پہ محبت کا فسانہ
انسان سے چوپاؤں کا لے کام زمانہ

یہ ظلم کسی طور روا ہو نہیں سکتا
زنہار یہ منشائے خدا ہو نہیں سکتا

© rasailojaraid.com